پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا خواتین کا مقبول ترین ہفت روزہ
قیمت: ۴۰ روپے

خواتین کا اسلام

1088
بدھ 9 رمضان کریم 1445ھ مطابق 20 مارچ 2024

کچھ گھر کی باتیں!

فطرت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

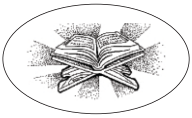

حرص کی مذمت

تمھیں (مال کی) حرص نے غافل کردیا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں، دیکھو تمھیں عنقریب معلوم ہوجائے گا، پھر دیکھو تمھیں عنقریب معلوم ہوجائے گا، دیکھو اگر تم جانتے (یعنی) علم الیقین (رکھتے تو غفلت نہ کرتے)، (البتہ) تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے، پھر اس کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لوگے، پھر اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (سورۂ تکاثر)

الحدیث

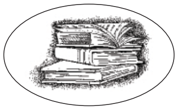

انسان کی غلط سوچ

حضرت مطرّف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ (یہی سورت) 'الھٰکم التکاثر' پڑھ رہے تھے، پھر آپ نے فرمایا:

''ابنِ آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، حالانکہ اے انسان! تیرا مال تو صرف وہ ہے جو تو نے صدقہ کردیا یا کھا کر ختم کردیا یا پہن کر بوسیدہ کردیا۔'' (ترمذی)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

کچے پیاز اور لہسن کا استعمال:

سوال: سنا ہے کہ نماز سے پہلے کچا پیاز اور لہسن کھانا ممنوع ہے۔ کیا واقعی حدیث میں ممانعت آئی ہے؟ اگر یہ اشیاء کوئی شخص استعمال کرنا چاہے تو نماز سے کتنی دیر پہلے استعمال کرے؟ (ایضاً)

جواب: جو شخص کچا پیاز لہسن مولی یا کوئی سی بدبودار چیز استعمال کرے اس کے لیے بدبو زائل کیے بغیر نماز پڑھنا بلکہ مسجد میں آنا بھی ممنوع ہے۔ یہ مضمون صریح احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ سبزی کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔ (بخاری۔ مسلم)

دوسری روایت ہے کہ تم اس بات سے بچو کہ یہ دو بدبودار ترکاریاں کھا کر ہماری مسجدوں میں آؤ۔ اگر تم نے ضرور ہی ان کو کھانا ہے تو آگ سے (پکا کر) ان کی بدبو ختم کردو۔ (طبرانی)

مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص پیاز یا لہسن کھائے وہ ہم سے دور رہے یا فرمایا ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے۔ ایک اور روایت ہے کہ: جو شخص یہ سبزیاں کھائے لہسن، پیاز گیندنا، مولی وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اس لیے کہ فرشتوں کو بھی ان چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے، جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ (طبرانی اوسط صغیر) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: جو شخص یہ بدبودار ترکاری کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب ہرگز نہ آئے۔ (ابن خزیمہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبۂ جمعہ میں ارشاد فرمایا: لوگو! تم یہ دو سبزیاں پیاز اور لہسن کھاتے ہو جو یقیناً بدبودار ہیں۔ میں نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں کسی شخص (کے منہ) سے ان دونوں کی بو محسوس کرتے تو اس کے متعلق حکم فرماتے۔ اسے (مسجد سے) بقیع کی طرف نکال دیا جاتا۔ جو شخص یہ سبزیاں کھائے وہ پکا کر ان کی بو ختم کردے۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

جو نمازی ایسی اشیا استعمال کرے، اس پر ضروری ہے کہ نماز کے لیے آنے سے پہلے مسواک، پیسٹ یا الائچی وغیرہ سے ان کی بدبو زائل کردے۔ نسوار اور حقہ سگریٹ کا بھی یہی حکم ہے بلکہ ان کی بدبو مذکورہ سبزیوں سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے ان کے استعمال کے بعد منہ کی صفائی اور بدبو کا ازالہ بھی اسی قدر ضروری ہے۔

توہم پرستی کی باتیں:

سوال: مشہور ہے کہ اگر حاملہ عورت کو سانپ دیکھ لے تو اس کے پیٹ میں اگر بیٹا ہو تو سانپ فوراً اندھا ہوجاتا ہے اور اگر بیٹی ہو تو سانپ وہاں ٹھہر نہیں سکتا، فوراً چلا جاتا ہے۔ کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ (ام دعا مریم۔ ریٹرہ)

جواب: کوئی اصل نہیں۔ اس جھوٹ کی تردید کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت کافی ہے: اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ وَيَعۡلَمُ مَا فِي الۡاَرۡحَامِ الآية (34/31)

''یقیناً (قیامت کی) گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے؟''

روزے میں سرخی اور کاجل کا استعمال:

سوال: روزے کی حالت میں عورت کے لیے لپ اسٹک اور کاجل کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: کاجل کا استعمال تو جائز ہے۔ سرخی میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کی تہ جم جاتی ہے تو استعمال جائز نہیں۔ خواہ عورت روزہ سے ہو یا روزہ کے بغیر کیوں کہ اس کی وجہ سے عموماً نماز کے اوقات میں اسے صاف کرکے وضو کرنے میں کوتاہی کی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں نمازیں ضایع ہوجاتی ہیں۔ البتہ اگر کوئی خاتون اسے صاف کرکے وضو اور نماز اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے تو اس کے لیے اس کا استعمال جائز ہے اور تہ نہیں جمتی تو بھی استعمال جائز ہے، لیکن روزہ میں احتیاط بہتر ہے۔ اگر لعاب نگلتے ہوئے سرخی کا ایک ذرہ بھی پیٹ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ناپاکی کی حالت میں مہندی کا استعمال:

سوال: کیا حالت حیض ونفاس میں سر پر مہندی لگانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

غیر ضروری بالوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کردینا:

سوال: کوئی ایسی دوا استعمال کرنا جائز ہے جس سے غیر ضروری بال اگنے ہی نہ پائیں اور ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائیں؟ (ایضاً)

جواب: جائز ہے۔

اُم ایشاع۔کراچی

رسمی افطار پارٹیاں

ہمارے ایک قریبی عزیز ہر سال اپنے گھر میں افطار پارٹی کا اہتمام کرتے تھے۔ اِس بار یہ انتظام ایک قریبی ہال میں کیا گیا۔ لوگ بھی زیادہ بلائے گئے۔ سب ایک دوسرے سے ہنسی خوشی مل رہے تھے، خوش گوار ماحول تھا۔ افطار کا وقت ہوا تو میزوں پر کھانا چن دیا گیا۔ کھجور سے روزہ کھول کے کھانا تناول کیا جو بہت مزیدار تھا۔ پھر اکثر مرد حضرات نماز پڑھنے مسجد چلے گئے جبکہ گنتی کی تین چار خواتین نے ہال کے ایک تنگ سے کونے میں باری باری نماز مغرب ادا کی۔ باقی سب کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ جیسے آج افطار پارٹی کی خوشی میں نماز معاف ہے۔

میں یہ سوچ رہی تھی کہ پہلے یہی عزیز جب افطار پارٹی گھر پر کرتے تھے تو بے پردگی بھی نہیں ہوتی تھی اور خواتین کی ایک کثیر تعداد افطار کے فوراً بعد نمازِ مغرب ادا کرتی تھی۔ پورا کمرہ نمازی عورتوں سے بھرا ہوتا تھا مگر آج اکثریت نے اپنے آپ کو نماز سے بری الذمہ سمجھ لیا تھا۔ گویا ہال میں آ کر نماز معاف ہوگئی ہو۔ نیز گھر میں خواتین آتی تھیں تو زیادہ تر سادے حلیے میں ہوتی تھیں مگر ہال میں آنے کے لیے اکثر نے خوب اچھے کپڑے اور میک اپ کر رکھا تھا جبکہ یہاں پردے کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ تیار شدہ خواتین ہال میں آزادانہ گھومتی خوش گپیاں کرتی، اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتی رہیں۔ نمازیں جو قضا ہوئیں وہ الگ عذاب۔ دو کبیرہ گناہ ایک ساتھ جمع ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

روزے داروں کو روزہ افطار کروانا یقینا بہت ثواب کا کام ہے مگر کیا اُس کی کچھ حدود و قیود نہیں ہونی چاہییں؟ ایک مستحب عمل کرنے کے لیے فرائض کی ایسی بے توقیری سمجھ میں نہ آنے والی چیز ہے۔ اگر جو روزہ افطار کروانا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو، اللہ تعالیٰ کی بنائی حدود و قیود کا خیال رکھنا چاہیے۔ ورنہ نیکی برباد گناہ لازم والی مثال ہوگی۔ ہال میں افطار کروانا بالکل غیر ضروری ہے۔ خصوصاً خواتین کا بلا ضرورت شرعی گھر سے نکلنا، بے پردگی کا امکان، کپڑوں اور میک اپ کے ذریعے ذاتی نمائش کے جذبے کی تسکین، ناداروں کو چھوڑ کر امراء ہی کا رسمی افطار جس میں بے انتہا تکلفات اور سامان اسراف، دعا، ذکر اور نماز کا نقصان، غرض بہت ساری قباحتیں ہیں۔ یاد رکھیے نیکی کے ذریعے اللہ رب العزت کا قرب تبھی مل سکتا ہے جب وہ نیکی اسلامی تعلیمات کے مطابق کی جائے۔ رمضان کا بابرکت مہینہ نیکیاں سمیٹنے کے لیے ہے، گناہوں میں اضافے کے لیے نہیں۔

کسی کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے۔ یقیناً بہت سارے لوگ واقعی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دوستوں، رشتے داروں کو افطار کرواتے ہیں تو یقیناً اس کے بڑے فضائل ہیں مگر خیال رکھنا چاہیے کہ اس میں کوئی کام خلاف شریعت نہ ہو۔ گھر پر بھی افطار پر مدعو کیا جائے تو مہمانوں کی نمازوں اور پردے کا خصوصی دھیان رکھا جائے۔ کوئی بھی بڑا کام کرنے سے پہلے اس کی صحیح منصوبہ بندی کی جائے۔

کوئی ہال ہی میں بندوبست کر رہا ہے تو مردوں اور عورتوں کے لیے علیحدہ علیحدہ انتظام تو کرے۔ خواتین کے حصے میں اتنی جگہ نماز کے لیے ضرور رکھی جائے جس میں ایک وقت میں کم از کم دس پندرہ خواتین تو نماز پڑھ سکیں تاکہ جلد ہی سب کی باری آ جائے اور کسی کی نماز قضا نہ ہو۔ اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے حکم ٹوٹنے کا باعث بننے سے بچ جائیں گے۔

☆☆☆

فراست

قاضی ایاس کی فراست اور بصیرت ضرب المثل ہے۔ علامہ ابن خلکان نے قاضی ایاس کی فراست کا ایک دلچسپ واقعہ بھی لکھا ہے کہ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر سو سال کے قریب ہوگئی تھی۔ بھنوؤں کے بال سفید ہو چکے تھے۔ لوگ کھڑے ہوئے رمضان کا چاند دیکھ رہے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”وہ سامنے چاند نظر آ گیا!“

لوگوں نے دیکھا کہ کسی اور کو دکھائی نہیں دے رہا، لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ افق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے: ”وہ سامنے مجھے نظر آ رہا ہے!“

قاضی ایاس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا حقیقت سمجھ گئے۔ ان کی بھنوؤں کا ایک بال آنکھ کی جانب جھک گیا تھا۔ قاضی ایاس نے وہ بال درست کرتے ہوئے پوچھا ”ابوحمزہ! اب ذرا بتائیں چاند کہاں ہے؟“

حضرت انس رضی اللہ عنہ افق کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے ”اب تو نظر نہیں آ رہا!“

انتخاب: ثانیہ عمیر

مدیر اعلیٰ: مفتی فیصل احمد | مدیر: انجینئر مولانا محمد افضل احمد خان | مدیر مسئول: محمد فیصل شہزاد

”خواتین کا اسلام“ دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: fayshah7@yahoo.com

انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 2000 روپے، بیرون ملک ایک میگزین 25000 روپے، دو میگزین 28000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر خواتین کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

کچھ گھر کی باتیں!

ڈاکٹر رابعہ خرم درانی

گھر کے ہر فرد کو الگ تولیہ استعمال کرنا چاہیے اور ہر شاور کے بعد تولیہ تبدیل کرنا چاہیے۔ یعنی ایک صاف تولیہ ایک ہی بار استعمال کریں پھر اسے دھولیا جائے۔

کوشش کیجیے کہ ہر فرد کا تولیہ الگ رنگ کا ہوتا کہ ہر ایک اپنا ہی تولیہ استعمال کرے۔

اس طرح تولیے زیادہ بھی رکھنے پڑتے ہیں اور بار بار دھونے سے جلد پرانے بھی ہو جاتے ہیں لیکن جلد کا انفیکشن مثلاً خارش وغیرہ پھیلنے کا امکان کم سے کم ہوجاتا ہے۔ تولیے ہی کی مانند کنگھا، ہیئر برش، نیل کٹر اور ٹوتھ برش بھی سب کا الگ ہونا چاہیے۔ اس سے بہت سے متعدی امراض مثلاً ہیپاٹائٹس کا پھیلاؤ رکتا ہے اور پیراسائٹس مثلاً جوئیں بھی ایک سے دوسرے کو منتقل نہیں ہوتیں۔

اسی طرح یاد رکھیں کہ غسل خانہ اور باورچی خانہ روزانہ کی بنیاد پر دھوئے جائیں۔ یہ اچھی صحت کے لیے انتہائی اہم ہے۔ نیز ان دونوں کمروں میں کھڑکی یا روشن دان ضرور مہیا ہو۔ ایگزاسٹ فین بھی ہو تو سونے پر سہاگا تاکہ تازہ ہوا کی آمدورفت ہوتی رہے۔ تازہ ہوا ان دو کمروں میں صحت کے لیے مضر گیسوں کا اخراج کرکے انھیں جمع ہونے سے بچاتا ہے۔ یوں تو تمام گھر ہی روشن اور ہوا دار ہونا چاہیے تاکہ اذان کی خوبصورت آواز کے ساتھ ساتھ تازہ سانس، صحت بخش دھوپ اور بارش کی مہک گھر میں ہمیشہ مقیم رہے۔

اسی طرح بستر کی چادر کم از کم ہفتے میں دو بار تبدیل ہو۔ اگر دو بار مشکل ہے تو ایک بار تو بہرحال ضرور بدلیں۔ یہ بھی جلدی امراض اور سانس کی بیماری سے بچانے میں مددگار ہے۔

بلاشبہ جتنی بار کپڑے، تولیے، چادریں تبدیل ہوں گے، اتنی بار ان کی دھلائی کا خرچ اور خاتون خانہ کی محنت بڑھے گی لیکن جہاں تک اضافی خرچ کی بات ہے تو اس سے بیماری کم ہوکر میڈیکل بل میں کمی ہوگی لہٰذا اضافی خرچ بیلنس ہوجائے گا۔ اور محنت کی بات ہے تو خاتون خانہ نے بیمار فیملی ممبر کی خدمت میں جتنی محنت کرنی ہے اس سے کم محنت میں واشنگ مشین میں ایک چکر میں چادریں تولیے دھل جائیں گے۔ اگر کپڑے ہاتھ سے دھونے پڑتے ہیں تب بھی روزانہ بدلنے والے تولیے یا دو روز میں تبدیل کردی گئی بیڈشیٹ اتنی میلی ہرگز نہیں ہوتی کہ جان توڑ محنت سے رگڑ رگڑ کر دھونا پڑے۔ نیم گرم پانی اور سرف کے جھاگ میں بھگوئیں۔ کچھ دیر بعد صاف پانی میں کھنگال لیں۔ ممکن ہو تو ایک ٹب میں سرکے والا پانی بنالیں۔ دھلے ہوئے کپڑے کھنگالنے کے دوران ایک بار اس سرکے والے ٹب میں بھی غوطہ دلالیں۔ جراثیم و بدبو اڑن چھو ہو جائیں گے لیکن غوطے کے بعد صاف پانی سے گزارنا مت بھولیں۔

خواب گاہ اور وہ کمرے جہاں زیادہ تر وقت گزرتا ہے مثلاً ڈرائنگ روم، اس کی ہفتہ وار دھلائی کی جائے۔ پردے، گدے/گدیاں اور تکیے اگر ممکن ہو تو ہر ماہ ایک بار جھاڑ پونچھ کے علاوہ دھوپ میں سکھائے جائیں۔ بیڈ پر بچھاتے ہوئے ان کی سائیڈ بھی تبدیل کردی جائے۔ اس سے بیڈ بگز مثلاً کھٹمل کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ نیز سانس کی بیماری مثلاً دمہ بھی کم رہتا ہے۔ گدے دھوپ میں ترو تازہ ہوجاتے ہیں اور تکیے دوبارہ سے پھول (Fluffy) جاتے ہیں۔ رضائی کی نمی دور ہوکر نہ صرف نیند پرسکون اور خوشگوار ہوجاتی ہے بلکہ کمر درد، کندھوں کے کھنچاؤ، اکڑاؤ اور بے خوابی کی شکایت بھی کم ہوجاتی ہے۔

کمرے کی ماہانہ صفائی میں کمرے میں موجود تمام فرنیچر ہلا جلا کر اس کے نیچے اور پیچھے سے تمام گرد وغبار اور جالے ہٹانا بھی شامل ہو، ورنہ صفائی کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔ کمرے میں دھلے اَن دھلے کپڑوں کا انبار سا لگ جاتا ہے اسے بڑھنے نہ دیں۔ اگر ایک دو روز کپڑے استعمال نہیں ہوں تو صاف کپڑے الماری میں اور استعمال شدہ کپڑے واشنگ مشین میں پہنچا دیے جائیں۔

کمرے میں صفائی کے لیے مستعمل جھاڑن کا صاف ہونا بھی اہم ہے۔ کیسی تعجب کی

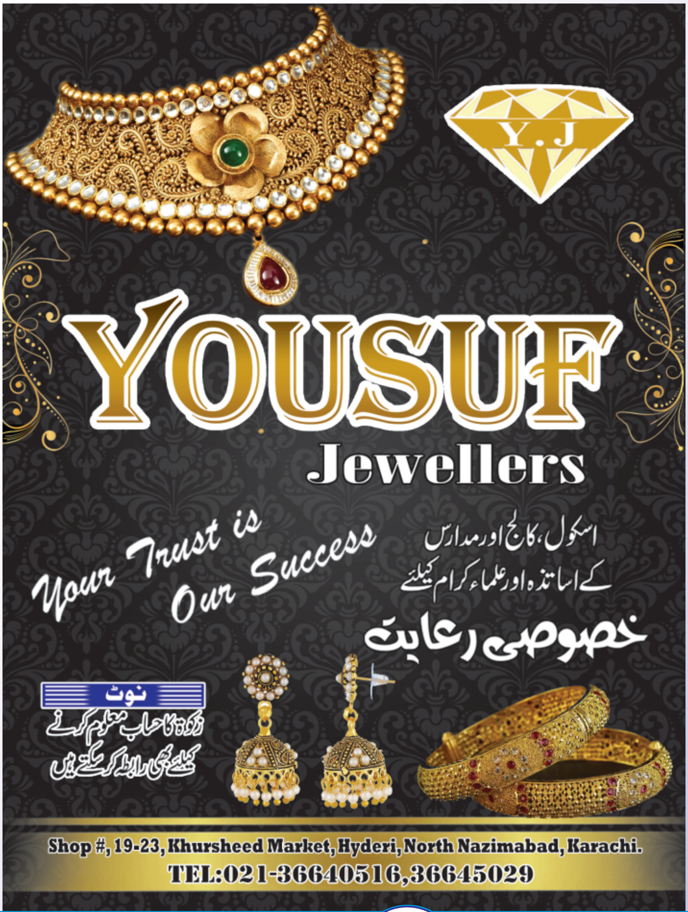

بات ہے کہ ہمارے گھروں میں صفائی والا کپڑا ہی سب سے گندا ہوتا ہے۔ خود ہی سوچیے گندا کپڑا صفائی کیسے کرسکتا ہے؟ فرش کا پونچھا بھی اگر اچھے سے نہ دھویا جائے تو کمرے کی فضا مسموم وناگوار کرنے کے ساتھ ساتھ صاف ستھری ٹائلز پر میل کی حفاظتی تہہ چڑھانے کا کام بخوبی کرتا ہے جس سے نہ صرف صفائی کرنے کے بعد بھی گھر صاف نہیں لگتا بلکہ جراثیم کے کھیل کود اور پنپنے کے لیے وسیع وعریض پلے گراؤنڈ مہیا ہوجاتا ہے۔

غسل خانے میں صابن دانی اور ٹوتھ برش ہولڈر پر جمی صابن ومیل کچیل کی تہیں چڑھنے سے بچنا بھی روزانہ کی بنیاد پر صفائی ہی سے ممکن ہے۔ غسل خانے کی صفائی کا نتیجہ یہ ہو کہ فلش، فرش اور واش بیسن مکمل خشک ہو۔ کسی قسم کی بدبو باقی نہ رہے بلکہ ممکن ہو تو فضا مہک رہی ہو۔ کوئی میلا گیلا کپڑا غسل خانے میں لٹکتا نہ رہے۔ غسل خانے اور باورچی خانے میں ان ڈور پلانٹس مثلاً منی پلانٹ یا اسنیک پلانٹ لگائیے۔ یہ رات کے وقت بھی آکسیجن مہیا کرتے ہیں اور مسموم فضا کو صحت مند بناتے ہیں۔

ویسے منی پلانٹ کے سرسبز پتے کمرے کی رونق اور تازگی بڑھانے کے ساتھ موڈ پر بھی اچھا اثر ڈالتے ہیں۔ کسی بھی پرانی بوتل یا گلاس میں پانی بھریں چند پتے منی پلانٹ لگا دیجیے۔ ہر پتا اپنی ٹہنی کے ساتھ ہو۔ دوسرے تیسرے دن پانی تبدیل کردیا جائے تو پتے سے نئے پتے اور جڑیں پھوٹنے لگتی ہیں اور تادیر یہ پودے آپ کی خدمت وخاطر میں مصروف رہتے ہیں۔ غسل خانے کے فرش، واش بیسن اور آئینے پر پانی رہ جائے اور وہیں خشک ہوجائے تو نہایت ڈھیٹ قسم کے دھبے پیدا کرتا ہے جسے صاف کرنے میں پھر دانتوں پسینے آتے ہیں۔ سو نہانے کے فوراً بعد وائپر لگا دیا جائے اور جسم خشک کرنے کے بعد اپنے دھلنے والے تولیے سے واش روم کے آئینے پر جمی بھاپ اور واش بیسن کی سطح پر موجود پانی کے قطرے خشک کردیے جائیں تو یہ مسئلہ نہیں ہوتا۔ اگر تولیہ اس مقصد کے لیے استعمال کرنا اچھا نہ لگے تو ایک الگ ہینڈی ٹاول (چھوٹا تولیہ) اس کے لیے مختص کیا جاسکتا ہے۔

غسل خانے کے فرش اور دیواروں پر لگی ٹائلز کی درزوں میں جمی فنگس کا علاج، متروک ٹوتھ برش اور سرف یا صابن کا جھاگ ہے۔ شاور کے دوران وقت ہو یا جب کبھی صاحب خانہ پر غصہ ہو تو وہ غصہ اس صفائی کی نذر کیجیے۔ بدترین سے بہترین نتائج برآمد ہوتے دیکھیں گی۔ غصہ بھی غائب کہ اتنی محنت کے بعد غصے کی ہمت کسے ہوگی اور صاف ستھرا مہکتا غسل خانہ دیکھ کر اس محنت کے نتیجے میں جسم میں پیدا ہونے والے ہیپی ہارمونز آپ کا موڈ نہایت خوشگوار کردیں گے۔

گھر واپسی پر صاحب خانہ بھی صاف شفاف غسل خانے کے استعمال سے اچھا محسوس کریں گے۔ ساتھ میں آپ کا خوشگوار موڈ اگر آپ سے مزیدار کھانا پکوا لے تو سونے پر سہاگا، گھر کے ساتھ ساتھ دل بھی صاف ہوجائیں گے۔

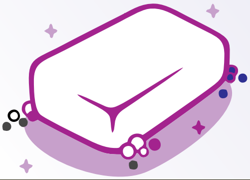

رمضان المبارک کے لمحات کو قیمتی بنانے کے لیے...... دعاؤں کا مجموعہ

مستند مجموعۂ اوراد ووظائف

(رمضان ایڈیشن)

- فضائلِ رمضان مع مسائلِ رمضان
- مختلف قرآنی سورتوں کے فضائل
- فضائلِ دعا، ستر استغفار، چہل ربّنا
- جادو ٹونہ وغیرہ سے حفاظت کی دعائیں
- عافیت، غم و پریشانی سے راحت، نماز وغیرہ سے متعلق دعائیں اور جمعۃ المبارک کے اعمال

صرف 950/-

خود بھی مطالعہ کیجیے اور متعلقین کو تحفے میں دے کر کتاب دوست بنائیے۔

رابطہ نمبر: 0309-2228089، 0321-8566511 برائے تجاویز: 0322-2583196

Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

بیت العلم (الوقف)

جبین چیمہ

۱۵

اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا!

''نہیں!'' طلحہ نے سر ہلایا۔ ''آپ کھائیں یا اماں کو تھوڑی سی دے دیں۔''

''اوہ میرے شیر! حماس کے مجاہد، یہ مالِ غنیمت ہے۔ یہ کھاؤ تمھاری اماں اور میرے لیے بھی ہے، میں اس کے بعد تمہیں ایک مزیدار بات بتاؤں گا۔''

مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لو جلدی سے پہلے پانی پیو۔ پھر یہ کھالو۔''

''نہیں پہلے میری اماں!'' اس نے پانی اپنی والدہ کی طرف بڑھایا۔

فریال نے چند گھونٹ لے کر بوتل اسے واپس کر دی۔

پیٹ میں روٹی کے چند لقمے جاتے ہی طلحہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''بتائیں چچا! وہ کیا مزیدار بات تھی؟''

''اختی فریال! آپ بھی سنو۔'' اس نے گاڑی ہانکتے ہوئے کہا: ''میں اپنے بیوی بچوں کی تلاش میں گھر گیا تو وہاں گھر کی جگہ ملبہ بکھرا پڑا تھا۔ بچوں کی شرارتوں اور ان کے ہنسی کے فواروں کی جگہ ملبے سے لپٹا سناٹا ان کی رخصتی کی داستان سنا رہا تھا۔ میں نے سوچا، ڈاکٹر زید کی طرف پتا کرتا ہوں۔ میرے بچے اکثر ماں کے ساتھ ان کے گھر آتے جاتے تھے۔ ڈاکٹر زید کی بیوی میری بیوی اور بچوں سے بہت پیار کرتی تھی۔ میں ان کے گھر کے قریب پہنچا تو وہاں ایک گاڑی کھڑی تھی۔ جس میں اسرائیلی درندے سوار تھے۔ خیر میں ٹوٹے ہوئے مکانوں میں چھپتا چھپاتا ڈاکٹر زید کے گھر میں داخل ہو گیا۔ گھر کا ایک حصہ گر چکا تھا مگر آگے کا حصہ ابھی سلامت تھا۔ میں چونکہ کئی بار ڈاکٹر صاحب کے گھر جا چکا تھا۔ اس لیے مجھے گھر کا نقشہ اچھی طرح معلوم تھا۔ میں باورچی خانے میں داخل ہوا اور کسی چھری کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگا۔ مگر وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی۔''

گاڑی بان ذرا دیر کے لیے رکا۔

اس نے دور سے آتے دو بچوں کو ہاتھ ہلاتے دیکھ لیا تھا۔

''پھر کیا ہوا چچا! کیا آپ ویسے ہی بھاگ آئے؟'' طلحہ نے بے چینی سے پوچھا۔

''نہیں، میں باورچی خانے کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا جو گلی کی طرف کھلتا تھا تو وہاں ہتھیاروں کے ڈھیر میرا انتظار کر رہے تھے۔ وہاں ہر طرح اور ہر سائز کا ہتھیار تھا۔ میں نے وہاں سے ہتھیار اٹھائے اور دبے پاؤں پھر باورچی خانے میں آ گیا۔ باورچی خانے کا دوسرا دروازہ ڈاکٹر صاحب کے اس بڑے کمرے میں کھلتا تھا۔ جس میں صوفے پڑے ہوتے تھے اور اکثر لوگ اس کمرے کو اپنی مجلسوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔

وہاں پر ڈاکوؤں کی اولاد میں سے ایک ڈاکو ایک صوفے کی تصویر اتار کر اپنی جیسی کسی فاحشہ کو بھیج رہا تھا۔ بے چارہ بہت ہی ہنس رہا تھا کہ دیکھو میں نے تمھارے لیے کیسا خوب صورت صوفہ ڈھونڈا ہے، مگر اس کے سر پر پڑنے والے بھاری پتھر کا وار اتنا شدید تھا کہ وہ بنا ایک آواز نکالے ایک لمحے میں جہنم واصل ہو گیا۔ میں ابھی اسے ٹھکانے لگا کے فارغ ہی ہوا تھا کہ مجھے باہر سے باتوں کی آواز سنائی دی۔ وہ دو تھے اور باتیں کرتے ہوئے لاپروائی سے اندر آ رہے تھے، مگر اب میرے ہاتھ میں جہنم واصل ہوئے اسرائیلی کی رائفل تھی جو بغیر آواز کے چلتی تھی۔ میں صوفے کے پیچھے بیٹھا تھا۔ جونہی وہ اندر داخل ہوئے۔ میں نے انھیں سنبھلنے کا موقع دیے بغیر دونوں کے چیتھڑے اڑا دیے۔ ان کے پاس کافی کھانے پینے کا سامان تھا جو کئی روز کے لیے کافی تھا۔ میں نے ان کی وردیاں اور رائفلیں حماس کے مجاہدین کے لیے ایک سرنگ کے قریب چھپا دیں اور مخصوص اشارہ بھی دیا تا کہ وہ اسے حاصل کر لیں۔''

وہ دونوں بچے اب قریب آ گئے تھے۔ بارہ تیرہ سال کی لڑکی پھٹے ہوئے کپڑے، بکھرے ہوئے بال، پاؤں میں پڑے ہوئے آبلے اور آبلوں سے رستا ہوا خون، اپنے دو ڈھائی سال کے بھائی کو اٹھائے بمشکل ان تک پہنچی تھی اور پھر جونہی فریال نے اس کے بھائی کو تھاما، وہ بے دم ہو کر زمین پر گر پڑی۔

ننھا سا معصوم بچہ بھوک سے نڈھال، نیم بے ہوش تھا۔ نجانے اور کتنے بچے کفر کی اس یلغار میں بھوک پیاس سے دم توڑ رہے تھے جبکہ ان سے چند میل دور مسلمان ملکوں کے بازار اور گھر کھانے پینے کی چیزوں سے اَٹے پڑے تھے۔ آہ مگر بے حسی سی بے حسی تھی کہ ان دیوانوں کو کوئی رب کے سوا بچانے والا تھا نہ کوئی ان کا آسرا اور وسیلہ تھا۔

فریال کتنی ہی دیر دونوں ننھے بچوں کو گود میں لیے بیٹھی رہی۔ گاڑی بان نے انھیں پانی اور روٹی دی۔ ننھے بچے کو بسکٹ مل گئے تو پہلے پہل تو وہ گاڑی پر اردگرد کے نظاروں میں محو ہو گیا، مگر جلد ہی وہ اپنی بہن کی طرف متوجہ ہوا۔

''اماں اور بابا کدھر ہیں؟''

''ہم انھیں ڈھونڈنے جا رہے ہیں۔'' فریال نے اسے بہلایا مگر اس کی بہن بھی کچھ زیادہ بڑی تو نہیں تھی، وہ امی اور ابا کو یاد کر کے چیخنے لگی۔ وہ روتی جاتی اور اپنے والدین کی شہادت کا ذکر کرتی جاتی۔

''میں خالد کو لے کر باہر بہلا رہی تھی جب ہماری عمارت پر حملہ کیا گیا۔ ہر طرف خون ہی خون تھا، اور آگ تھی۔ میں اور خالد باہر جھاڑیوں میں چھپ گئے تھے مگر جب آگ جھاڑیوں کے قریب پہنچی۔ تو میں اپنے بھائی کو لے کر باہر نکل آئی۔ ہماری بستی میں ہر کوئی شمالی غزہ جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر نہ تو خالد چل سکتا تھا نہ میں اسے اٹھا سکتی تھی۔ اس لیے میں پیچھے رہ گئی۔ شکر ہے آپ لوگ مل گئے۔''

اس کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس کا نام وردہ تھا اور ننھے بچے کا نام خالد۔

طلحہ انھیں دکھ سے دیکھ رہا تھا۔ جلد ہی اس نے دونوں بچوں کو اپنے ساتھ مانوس کر لیا۔

''دیکھو اللہ کتنا بڑا اور مہربان ہے، اس نے تم دونوں کے لیے اس سواری کا بندوبست کر دیا اور کھانے کو بھی دیا، اور میری والدہ اب تمھیں اور تمھارے بھائی کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گی۔'' طلحہ نے بچی کا حوصلہ بڑھایا۔

''ہمیں کسی نے بھی اکیلے نہیں چھوڑا۔ ہم جس قافلے کے ساتھ تھے۔ اس پر راستے میں

بھی بم برسائے گئے۔ہم چونکہ پیچھے تھے،اس لیے ہم بچ گئے۔میں خود اپنے بھائی کو لے کر جھاڑیوں میں چھپ گئی تھی کہ جہاں زیادہ لوگ جمع ہوں، وہاں شیطان مردود بمباری کر دیتا ہے۔اصل میں، میں اپنے بھائی کو بچانا چاہتی تھی۔''

ننھی وردہ بڑی ذہانت سے بول رہی تھی۔اس چھوٹی سی عمر میں انھیں کن کن تجربات سے گزارا جارہا تھا۔

پھر اس کی خوب صورت اور ذہین آنکھوں سے دکھ قطرہ قطرہ بہنے لگا۔

''مگر ہمارے تو اماں بابا نہیں رہے تو اسے کون پالے گا؟''

وردہ کا چہرہ غم سے سیاہ پڑنے لگا۔

''ارے میری پیاری بیٹی! جب تک ہم میں سے کوئی بھی زندہ ہے۔تم اکیلی کیسے ہوسکتی ہو۔اگر ایک بھی عورت یا مرد زندہ ہوا تو وہ تم دونوں کی ذمے داری بخوشی اٹھائے گا۔بس تم اپنے اپنے لوگوں کی زندگی کی دعا کرو۔''

فریال نے اسے تسلی دی۔

پھر ان سے لوگ ملتے رہے اور قافلہ بڑا ہوتا گیا۔فریال لوگوں کے ساتھ پیدل چلنے لگی اور زخمیوں کو گدھا گاڑی پر بٹھا لیا گیا۔ وہ واحد سڑک جس پر انھیں سفر کرنے کی آزادی تھی۔ اس پر بھی چیک پوسٹیں تھیں مگر حماس کے حملوں کے ڈر سے اب کئی چیک پوسٹیں خالی چھوڑ دی گئی تھیں اور اب لوگ ان چیک پوسٹوں کو بیت الخلا کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔

ایک رات انھوں نے راستے میں ہی گزاری اور اگلے دن زخمیوں اور ننھے بچوں اور عورتوں کا وہ قافلہ خان یونس پہنچ گیا۔اس رات بھی خان یونس کے مہاجرین کے خیموں پر شدید بمباری ہوئی تھی۔ان کے پہنچتے ہی الجزیرہ کی ٹیم پہنچ گئی۔نوجوان فوٹو گرافر،الجزیرہ کے مالک کا نوجوان بیٹا اور ان کے دواور رپورٹر!

'الجزیرہ' وہ واحد آواز تھی جو دنیا کو اسرائیل کے جرائم اور فلسطینیوں کی نسل کشی کی صحیح تصویر دکھا رہی تھی۔

رات کی بمباری سے خیمے بے گناہ بچوں اور عورتوں کے لٹے پھٹے جسموں سے اٹے پڑے تھے۔الجزیرہ کی ٹیم خیموں کی طرف بڑھی تو فریال اور طلحہ بھی ساتھ ہو لیے۔فریال تو خیر 'الشفاء' اسپتال میں نرس رہی تھی۔اس لیے وہ اس امید پر ساتھ چل پڑی کہ شاید وہ کسی کی کچھ مدد کر سکے مگر طلحہ الجزیرہ کی ٹیم کے ساتھ ویسے ہی ہو لیا۔وردہ اور اس کا بھائی بھی ان کے پیچھے پیچھے آ گئے۔

''یہ تمہارے بچے ہیں۔''

الجزیرہ کے فوٹو گرافر نے فریال سے پوچھا۔

نہیں میں اور میرا بھائی الگ ہیں۔ہم بالکل اکیلے رہ گئے ہیں۔

میرے ماں باپ بہن بھائی سب شہید کر دیے گئے ہیں۔''

وردہ کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ ساتھ پاس کھڑے لوگوں کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے، اگرچہ ان میں سے زیادہ وہ لوگ تھے جن کے آنسو بھی خشک ہو چکے تھے اور اب وہ صرف اکیسویں صدی کی اس سربیت اور وحشیانہ قتل عام کو دیکھ رہے تھے جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں تھی۔

''آپ کا کون کون شہید ہوا؟'' وہ فریال کی طرف مڑے۔میرے بھائی اور میرے خاوند کا اس دن سے کوئی سراغ نہیں جس دن سے جنگ شروع ہوئی ہے۔میری والدہ اسی عمارت میں تھیں جس پر بمباری میں میری بیٹی شہید ہوئی اور میرا یہ بیٹا زخمی ہوا۔میرا بڑا بیٹا جب میں الشفاء اسپتال پر بمباری کے بعد اس بیمار بچے کے ساتھ اکیلی رہ گئی تو وہ ہمارے لیے کوئی سر چھپانے کی جگہ اور کھانے کو کچھ لانے کے لیے باہر نکلا تھا مگر اس کو گئے آج دس دن ہو چکے۔مجھے اس کی کچھ خبر نہیں، میں جانتی ہوں، ہمیں بھی مار دیا جائے گا مگر میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ دنیا صرف اس ظلم اور بربادی کا تصور کرے جس میں یہ دس بارہ سالہ بچی اپنے دو ڈھائی سال کے بھائی کو بچاتی پھر رہی ہے۔میرے پاس صرف یہ بچہ بچا ہے اور نجانے کون سی گولی اس کا مقدر بننے والی ہے۔''

(جاری ہے)

کچھ اہم بیج

سلمیٰ حسین

پھول ہمارے کھانوں کو خوشبودار بناتے ہیں تو سبزیوں ہرے بھرے پتے ہمیں طاقت فراہم کرتے ہیں۔ جڑ میں پیدا ہونی والی سبزیاں دسترخوان کو متنوع بناتی ہیں لیکن بیج کیا کرتے ہیں؟

آیئے آج ان ننھے منے بیجوں کے بارے میں اپنی معلومات میں اضافہ کریں کہ یہ کس طرح ہمارے کھانوں میں استعمال ہوتے ہیں اور ان کے طبی فوائد کیا ہیں۔

رائی، میتھی، زیرہ، دھنیا، خشخاش۔ یہ وہ بیج ہیں جو روزمرہ کے کھانوں میں استعمال ہوتے ہیں لیکن کچھ اور بیج بھی ہیں جن کا استعمال محدود ہے جیسے مکھانا۔

مکھانا:

کنول کا پھول دیکھنے میں تو خوبصورت ہوتا ہی ہے لیکن اس کی جڑ اور بیج کا استعمال کھانوں میں بھی کیا جاتا ہے۔اس کا بیج جو مکھانا کہلاتا ہے،عصرِ حاضر کے کھانوں کا اہم جز ہے۔ سالوں پہلے مکھانے کا سالن بنایا جاتا تھا یا پھر کھیر لیکن آج کل اس کا استعمال اس قدر عام ہوگیا ہے کہ ہر بازار میں مسالہ لگے مکھانے خوبصورت ڈبوں میں بند آپ کے منتظر ہیں۔مکھانا کنول کے پھول کا بیج ہے اس لیے پھول مکھانا کہلاتا ہے۔کنول کا پھول کیچڑ کی دلدل (تال) یا جھیل میں کھلتا ہے،اس لیے یہ تال مکھانا بھی کہلاتا ہے۔

مکھانے برے کولیسٹرول سے نجات دلواتے ہیں، دل کو مضبوط بناتے ہیں۔ 100 گرام مکھانے سے 350 کلو کیلوری توانائی ملتی ہے۔اس میں چکنائی برائے نام ہوتی ہے، جبکہ 80 گرام کاربوہائیڈریٹ ہوتا ہے،اس میں 9.7 گرام پروٹین ہوتا ہے جو جسم کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔7.6 گرام فائبر، 60 ملی گرام کیلشیم اور 40-50 ملی گرام پوٹاشیم، 53 ملی گرام فاسفورس ہوتا ہے۔

مکھانے جسم کے لیے ضروری معدنیات فراہم کرتے ہیں۔ ان میں ضروری معدنیات کیلشیم، میگنیشیم اور فاسفورس ہوتی ہیں، لیکن ایسا نہیں کہ اگر زیادہ معدنیات کی ضرورت ہو تو زیادہ مکھانے کھائے جائیں، اسے زیادہ کھانے سے قبض ہوسکتا ہے۔

صبح کی چائے میں میدہ بھرے بسکٹ کے بجائے توے پر بھنے مکھانے کا استعمال اچھا ناشتا ہے۔مکھانوں کا خاص طور پر ہمارے ہاں حاملہ خواتین کے لیے بنائی گئی روایتی مقوی غذا پنجیری میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

میتھی دانہ:

میتھی دانہ برصغیر میں سالہا سال سے اپنا سکہ جمائے ہوئے ہے۔ گاؤں ہو یا شہر میتھی دانہ دوسرے مسالہ جات کے ساتھ ہمارے باورچی خانے میں موجود رہتا ہے۔گو کہ میتھی دانے میں ہلکی سی تلخی ہوتی ہے پھر بھی اس کے طبی فوائد کے مدِنظر اس کا استعمال عام ہے۔ جوڑوں کے درد کا بہترین علاج ہے۔ دانے پھانک لیں اور یا پانی میں بھگو کر پی لیں۔

میتھی کے یہ ننھے بیج ہمارے کھانوں کی تیاری میں بھی کام آتے ہیں۔ اچانک مہمان کی آمد پر آلو میتھی کی سبزی اور گرما گرم چپاتی شرمندگی سے بچالیتی ہے۔میتھی کی لونج بڑے شوق سے کھائی جاتی ہے۔میتھی دانے سے بڑے لڈو اور میتھی دانے کا سالن لوگوں کی خاص پسند ہے۔میتھی دانہ معدنیات اور حیاتین سے مالا مال ہے اور ایک صحت مند زندگی کا ساتھی ہے۔

رائی:

رائی اور میتھی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔سرسوں کا یہ کالا دانہ زمانہِ قدیم میں راجیکا کہلاتا تھا۔ ان دانوں سے نکالے گئے تیل کا ذکر 800 قبلِ مسیح میں بھی پایا جاتا ہے اور آج بھی عصرِ حاضر میں اس کا استعمال عام ہے۔ بیشتر ترکاریاں اسی تیل میں بنائی جاتی ہیں۔ بنگال اس تیل کے استعمال میں سب سے آگے ہے۔ وہاں مچھلی کے پکوان بھی اسی تیل میں تیار کیے جاتے ہیں۔ کھیتوں میں جب سرسوں پھولتی ہے تا حدِ نظر زرد قالین بچھا نظر آتا ہے۔ سرسوں کے لہلہاتے پودے ایک دلفریب منظر پیش کرتے ہیں۔ سالہا سال قبل جب جدید مشینوں کا رواج نہیں تھا ان بیجوں کا تیل کولھو کے بیل کی مدد سے نکالا جاتا تھا۔ آج بھی یہ تیل کچی گھانی کے تیل کے نام سے فروخت ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے بھی بہت سارے صحی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ غذائی ماہرین کے مطابق رائی دانے میں ایک جز گلوکوسینولیٹ پایا جاتا ہے جو رائی کو منفرد ذائقہ دیتا ہے۔

زیرہ:

اور اب زیرہ جو سب کو زیر کردے۔ 300 سال قبل مسیح زیرے کا ذکر کوٹلیہ کی

کتاب میں پایا جاتا ہے۔ پاکستانی کھانوں میں یہ ثابت یا پھر سفوف کی شکل میں استعمال ہوتا ہے۔ زیرہ قدرتی طور پر تین رنگوں میں پایا جاتا ہے۔ سفید، کالا اور سنہری۔

کالے زیرے کے دانوں کی مہلک لونگ، الائچی اور کالی مرچ کے ساتھ مل کر گرم مصالحے کو ایسی خوشبو فراہم کرتی ہے کہ پکوان مہک اٹھتا ہے۔ اسی لیے اسے شاہ زیرہ کہتے ہیں۔ گرمیوں میں اس کا پانی جل جیرا سٹرک پر فروخت ہوتا ہے اور دھوپ کی تپش سے پریشان لوگ اس سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ یہ نظام ہاضمہ کو بہتر بناتا ہے اور مدافعتی نظام کی قوت کو بڑھاتا ہے۔ اس میں موجود وٹامن سی جلد کے امراض کو دور کرتا ہے اور اس کا بگھار کھانے کو اشتہا آور بناتا ہے۔

معمولی سادہی کا رائتہ زیرے کی مدد سے مزیدار بن جاتا ہے۔ بھنے زیرے کی خوشبو رائتے کی جان ہے۔ ہمارے کھانوں میں یہ بڑے کام کی چیز ہے۔ زیرہ آلو یا پھر زیرے میں بگھارے چاول بڑے شوق سے کھائے جاتے ہیں۔ مرغ کے ساتھ پکوان تیار کیا جائے تو وہ مرغن ہو جاتا ہے اور با آسانی تیار بھی ہو جاتا ہے۔

الغرض جیسا پہلے کہا کہ زیرہ سب کو زیر کر دیتا ہے۔

سکولز، کالجز، یونیورسٹیز، مدارس دینیہ کے اساتذہ طلبہ وطالبات اور عوام الناس کیلئے یکساں مفید

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرز پر گھر بیٹھے ختم نبوت ورد قادیانیت پر مشتمل شبان ختم نبوت کے زیر اہتمام

ختم نبوت خط وکتابت کورس

زیر نگرانی: مولانا محمد عتیق الرحمن

زیر سرپرستی: مولانا مفتی محمد حسن

پیدا: صوفی محمد سرور

مضامین کورس

- سیرت رسول ﷺ
- ناموس رسول اور قانون ناموس رسول ﷺ
- عقیدہ ختم نبوت
- حضرات صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات
- عشق تحفظ ختم نبوت اور اکابرین امت کی نظر میں
- حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
- ظہور سیدنا حضرت مہدی علیہ الرضوان
- رد قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر مشتمل

خصوصیات کورس

- کورس کے تمام مضامین جامعیت واختصار کا حسین امتزاج ہے
- سوالیہ پرچہ جات ایم سی کیوز (MCQs) کی جدید طرز پر ہیں یعنی جوابات لکھنے کی مشقت سے چھٹکارا۔
- ہر شریک کو پہلے مرحلے کی کامیابی پر 15 یوم کے اندر کورس کا دوسرا حصہ روانہ کر دیا جائیگا۔
- شرکاء کورس کو اختتام کورس پر خوبصورت اسناد دی جائیں گی۔

طریقہ کار کورس

سادہ صفحہ پر اپنا نام، ایڈریس اور فون نمبر لکھ کر دیئے گئے ایڈریس پر ارسال کریں

کورس کا دورانیہ دو ماہ کا ہوگا

اس ایڈریس پر ڈاک بھیجیں

جامعہ عبداللہ بن عمر

23 کلومیٹر فیروز پور روڈ سوا گوجرانوالہ کاہنہ نو۔ لاہور

شبان ختم نبوت

shubbanmedia www.shubban.com 0331-4630331

ندامت

بنت نجم الدین
ڈیرہ اسماعیل خان

"تم نے اپنے ارادے سے آگاہ نہیں کیا مجھے۔"

زہرہ نے تیزی سے کام نمٹاتی ملازمہ کو مخاطب کیا۔

"جی بیگم صاحبہ!" وہ کچھ بوکھلا گئی پھر بولی:

"ابھی دو دن پہلے کہا تھا آپ نے، میں نے ابھی بیٹے سے بات نہیں کی۔"

زہرہ کو انکار کی توقع تو نہ تھی۔ وہ تو سوچ رہی تھی کہ شام ہی کو وہ اپنا سامان سمیٹ کر اس کے پاس ہوگی۔ آج تیسرا دن ہو گیا تو اسے پوچھنا پڑا۔

"خیر میں آج بات کروں گی تو پھر کل بتا دوں گی۔"

زہرہ نے آہستگی سے اچھا کہا اور اپنے کمرے میں آ گئی۔

زرینہ پھر سے کام میں مصروف ہوگئی۔

☆......☆

"میں تو ضرار کو ڈاکٹر بناؤں گی۔"

"جی بابا! امی ٹھیک کہہ رہی ہیں، مجھے بھی ڈاکٹر ہی اچھے لگتے ہیں۔"

"اور ضماد کو میں انجینئر بناؤں گا۔"

"جی بابا! میں آپ کی خواہش پوری کروں گا۔"

زہرہ خود استانی تھی، زاہد صاحب پرنسپل، بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے دونوں نے خود سے دور کیا۔ ان کی خواہشیں تو پوری ہوگئیں لیکن اولاد اپنی نہ رہی۔

"امی! جب ہم آئیں تو ان بچوں کا داخلہ بند کر دیا کریں مجھے تو گھن آتی ہے ان کی رنگت کو دیکھ کر۔" ضرار نے نفرت سے کہا۔

"زرینہ! میں نے کتنی بار کہا ہے ان بچوں کو نہ لایا کرو، تمھیں سمجھ میں کیوں نہیں آتا آخر؟" تھوڑی دیر بعد شہروز کو ایک تھپڑ لگ چکا تھا۔

"آئندہ سے تمھاری شکل نظر نہ آئے اس گھر میں۔ نظریں ندیدوں کی طرح فروٹ پر جمی ہیں، میرے بچوں کو ہضم بھی ہونے دو گے یا نہیں۔" زہرہ بڑبڑا رہی تھی۔

دو چھوٹے بچوں کو گھر چھوڑنا، زرینہ کی مجبوری تھی۔ صبح میں وہ دو تین گھروں کی صفائی کرتی۔ دوپہر کے بعد زاہد ہاؤس کی ہو کر رہ جاتی۔ صفائی ہو رہی ہے۔ برتن دھل رہے ہیں۔ چائے پک رہی ہے، مہمان آ جائیں تو ان کی خاطر داری، شام کا کھانا سب کام نمٹا کر ہی اپنے گھر کی طرف تھکن سے چور قدم اٹھتے تھے۔

زاہد صاحب نے ایک کمرہ دیا ہوا تھا جس میں وہ بچوں کو سلا بھی دیتی۔ انھیں وہیں رہنے کی تلقین کرتی مگر بچے تو بچے ہی ہوتے ہیں، رنگین دنیا خوب صورت گھر کو دیکھ کر اتنی سی کوٹھڑی میں کہاں ٹکتے؟ کبھی اندر کی طرف دوڑے جا رہے ہیں، کبھی ماں کے پاس باورچی خانے میں گھس کر کھانے کی فرمائش!

مگر اُدھر زہرہ کی کڑک دار آواز آتی اِدھر وہ اگلے ہی پل واپس کمرے میں بھاگ آتے، لیکن کچھ ہی دیر بعد دوبارہ آ کھڑے ہوتے۔

"زرینہ! تمھارے بچے تو بہت ڈھیٹ ہیں، ابھی میری مار پڑی نہیں ہے، سدھر جائیں گے اگر پڑ گئی تو......!"

زرینہ بے چاری بہت دکھی ہوتی۔ اس طرح وقت گزرتا رہا۔ بچے کچھ بڑے ہوئے تو اس کی بہن نے اپنے گھر میں رہائش دے دی۔ وہ اس کو مناسب کرایہ دے دیتی۔ بہن نے بھی تو اپنے گھر کا کچھ حصہ اسی لیے دینے کا فیصلہ کیا تھا کہ وہ مقروض ہو گئے تھے۔ اس طرح قرض کی ادائیگی کی صورت نکل آئی تھی۔ اب وہ اکیلی ہی آتی تھی۔ کام چھوڑ بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اچھا خاصا گھر کا خرچ تھا۔

"بیگم صاحبہ! دو دن سے پریشان لگ رہی ہیں، کیا بات ہے؟"

زرینہ نے خیالوں میں کھوئی زہرہ کو اس دن مخاطب کیا۔

"کچھ نہیں۔"

"ضرار آیا نہیں کئی ماہ گزر گئے۔" زرینہ نے دوبارہ کہا تو وہ چونکی۔

"زرینہ!" زہرہ نے خیالوں میں گھورتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"جی بیگم صاحبہ!"

"میرے ضرار نے شادی کر لی ہے۔" زہرہ کہتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔

"بیگم صاحبہ! کیا سچ؟" اسے یقین ہی نہیں آیا۔

"ہاں، پرسوں ہی اس نے مجھے بتایا ہے۔ جب میں نے اپنی بھانجی کے لیے کہا تو مجھ پر یہ راز کھول دیا۔ اس کے چار ماہ تک نہ آنے کی وجہ بھی اب کھلی ہے۔ ضماد اپنی ہواؤں میں ہے۔ تمھارے صاحب کو پتا چلا تو بولے، کیا ہوا بچے ہیں، اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہم کیوں دخل دیں؟ یہ خوب صورت بنگلہ ان در و دیوار پر بنے خوب صورت نقش و نگار بچوں کی اپنی پسند ہیں، یہ نچلا حصہ ضرار نے اپنی پسند سے بنوایا ہے اور یہ اوپر کا پورشن جو ویران پڑا ہے ضماد کی پسند ہے۔ میں نے اپنے لیے جہاں تمھیں صاحب نے کمرہ دیا ہوا تھا اس کے ساتھ کا چھوٹا سا پورشن بنوایا تھا۔ مجھے ایک آس تھی کہ اتنا عرصہ گھر سے باہر رہے اب ہمارے قریب رہیں گے، مل بیٹھنا ہوگا، ہنسنا ہنسانا ہوگا، خوب رونقیں لگیں گی، مکین ہی سے تو مکان پر رونق ہوتا ہے مگر زرینہ جب سے مجھے پتا چلا ہے میرا دماغ سن ہوا جا رہا ہے۔ میں کیسی بدنصیب ماں ہوں کہ اولاد کی خوشیاں دیکھنے کی تمنا بھی دل میں لیے رہ گئی، ہاں لیکن سارا قصور تو میرا ہی ہے۔ میں نے ہی تو انھیں خود سے دور کیا تھا کہ پڑھ لکھ جائیں گے، کچھ بنیں گے لیکن انھیں با اختیار بناتے ہوئے مجھے خیال بھی نہ آیا کہ ماں ہونے کا اختیار بھی مجھ سے چھن جائے گا۔"

زہرہ آج پہلی بار زرینہ کے سامنے اپنا دل کھولے بیٹھی تھی۔

"بیگم صاحبہ! حوصلہ رکھیں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں، وہ ضرور سنے گا۔"

زرینہ نے دل سے کہا۔ اسے واقعی اس اجڑی صورت ماں پر ترس آیا تھا۔ ساتھ ہی اسے فخر بھی محسوس ہوا کہ دھن دولت نہیں تو کیا ہوا، اولاد کی نعمت پاس ہونا، فرماں بردار ہونا تو دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے۔

ضماد اور ضرار کا ساتھ ہی باہر ملک جانے کا پروگرام ہوا تو ماں کو ملنے آنے چلے آئے اور دو دن گزار کر چلے گئے۔

پھر اکثر ہی یہ ہونے لگا کہ زہرہ زرینہ کو ساتھ بٹھا لیتی، دل کا حال بیان کرتی۔ بڑے نخروں سے رہنے والی زرینہ کو ہر بات پر جھڑکنے والی بیگم صاحبہ بہت بدل گئی تھیں۔ وہ ہی اولاد جس کی وجہ سے وہ اس غریب کا دل دکھاتی رہی تھی، اب اپنی نہ رہی تھی۔ اولاد کا پاس نہ ہونا انھیں ستا رہا تھا مگر اصل اکیلا پن تو تب نظر آیا جب شوہر چل بسا۔

بیٹے آئے اور دور کے رشتے داروں کی طرح کچھ دن گزار کر چلے گئے۔ جاتے ہوئے انھوں نے ماں سے پوچھا تک نہیں کہ وہ اب کیسے تنہا جیے گی۔

زرینہ سے بات کرتے ہوئے اب زہرہ بیگم کے الفاظ کچھ یوں ہوتے:

''زرینہ! میں تب اتنی تنہا نہ تھی اب تو بالکل ہی تنہا ہو گئی ہوں۔''

پھر ایسے ہی ایک دن اس نے زرینہ کو اپنے ساتھ رہنے کی التجا کی۔

''اپنے دونوں بچوں کو بھی ساتھ لے آنا، اب تو شہروز بڑا ہو رہا ہوگا۔ مجھ سے شرم کرے گا، تو کوئی مسئلہ نہیں، اگر تم میرے گھر کے اس حصے کو بھی آباد کر دو گی جو میں نے اپنے لیے بنوایا تھا، مجھے پھر بھی سکون رہے گا۔ تمھاری پھول سی چندا میرے پاس آتی جاتی رہے گی۔ ہاں میں اس کی شادی بھی کروں گی اس کو جہیز بھی دوں گی۔ تمھارے بیٹے کو دولھا بھی بناؤں گی۔ تمھاری اولاد میری اولاد کی طرح رہے گی۔''

بے ساختہ زرینہ نے ٹھنڈا سانس خارج کیا۔

واہ میرے مالک تیری شان کتنی بڑی ہے۔ آج یہ الفاظ اس کے منہ سے نکل رہے ہیں جو میرے بچوں کو اس بری طرح جھڑک دیتی تھی کہ اب تمھاری منحوس شکل اس گھر میں نظر نہ آئے، بچے بھولے نہ تھے اور بیگم صاحبہ سے سخت بدظن ہو گئے تھے۔ اب انھیں ہی منتوں سے بلایا جا رہا تھا۔

زرینہ نے شہروز کو کہا تو وہ بپھر گیا۔ زرینہ زہرہ کو ٹالتی رہی لیکن آخر جواب دے ہی دیا کہ میرے بچے نہیں مان رہے۔

اور زرینہ نے اگلے ہی دن ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔

اس کے گھر سے نکلنے سے پہلے ہی زہرہ اس کے گھر موجود تھی۔ آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ بچوں سے معافی تلافی ہو رہی تھی۔ بچے بھی نرم دل رکھنے والی ہمدرد ماں کے بچے تھے۔ تھوڑا سا انکاری ہوئے، پھر زہرہ کی حالت کو دیکھ کر رضامندی ظاہر کر دی۔ زہرہ خوشی سے دعائیں دیتی چلی گئی۔

زرینہ کی تنگی دور ہو گئی اور زہرہ کی تنہائی۔ شہروز اور چندا جن خواہشات کو دل میں لیے رہ جاتے۔ وہ زہرہ خود پوچھ پوچھ کر پوری کرتی۔ ہر اچھا کھانا پہننا اچھا رہن سہن ان کے لیے میسر کرتی۔

شہروز ایک دن بریانی کی پلیٹ سامنے رکھا بیٹھا تھا۔ زرینہ کمرے میں آئی تو بولی:

''بیٹا! ابھی تک کھایا نہیں تم نے۔''

وہ خیالوں میں کھویا تھا۔ ماں کے مخاطب کرنے پر چونکا۔

''ہاں امی! میں اللہ پاک کی شان سوچ رہا ہوں۔ یاد ہوگا آپ کو ایک دن بیگم صاحبہ کے مہمان آ رہے تھے۔ آپ نے بریانی بنائی تھی۔ یہ ہی تو ذائقہ تھا بالکل، میں کسی کام سے باورچی خانے میں آیا تھا۔ بچہ ہی تو تھا سونچ پر لگے چاول چکھ لیے۔ بیگم صاحبہ کی نظر پڑ گئی تو اس زور سے مجھے تھپڑ مارا تھا کہ نشان پڑ گیا تھا۔ آپ کی بھی بے عزتی کی تھی اور آج...... آج ہمیں اس گھر میں ہی کس شان سے کھلایا جا رہا ہے۔''

''بیٹا! تم چھوٹی چھوٹی باتوں پر پیچھے پلٹ کر مت دیکھا کرو۔ پچھلی باتوں کو بھلا دو، اب وہ معافی مانگ چکی ہیں۔ ہم سے بھی رب سے بھی۔ ہم سبھی سے غلطیاں گناہ ہوتے ہیں، رب بہت سارے تو ہمارے معافی مانگے بنا ہی فرشتوں تک کو بھلا دیتے ہیں۔ اب وہ دکھیاری تمھاری ماں کی طرح ہیں۔ کتنی محبت کرتی ہیں تم دونوں سے، مجھ سے زیادہ تمھاری خوراک اور آرام کا خیال ہے انھیں اور ہمیں کیا چاہیے۔ بس اللہ رب العزت کی یاد سے غفلت نہ ہو جس نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے۔''

''جی امی!'' شہروز کو کچھ احساس ہوا تو وہ نادم ہو کر پھر سے کھانے لگا اور زرینہ باورچی خانہ سمیٹنے کے لیے چل دی۔

☆☆☆

ہمارے گھر میں تو یوں ہوتا ہے!

ام نعمان
لاہور

یہ ہمارا گھر ہے۔

آج میں ''خواتین کا اسلام'' کی تمام قاریات کو اپنے گھر کے اندر لے جانا چاہتی ہوں تو آیئے چلیے۔

گیراج سے لاؤنج میں داخل ہو جایئے۔ دیکھیے یہاں دیگر سامان کے ساتھ ساتھ ایک بک شیلف بھی موجود ہے، لیکن اس کی سیٹنگ ایسی جگہ کی گئی ہے، جس میں آتے جاتے ہوئے کتابوں کی طرف پشت نہ ہو اور دینی کتابوں کو نسبتاً اونچے خانوں میں رکھا گیا ہے۔

صوفوں کے درمیان جو سائڈ ٹیبل ہوتی ہیں، اس پر سے قرآنی آیتوں والے کیلنڈر کو اٹھا دیا گیا ہے کہ بچے یا بڑے بھی بعض اوقات لاؤنج میں صوفوں پر لیٹ جاتے ہیں تو پاؤں اس کی جانب ہوتے ہیں۔

بچے اپنی خواب گاہوں میں پڑھ رہے ہیں تو انھوں نے اس بات کا اہتمام کر رکھا ہے کہ بالخصوص صاف ستھرا کپڑا بیڈ پر کتابیں رکھنے کے لیے بچھا رکھا ہے کیونکہ کورس کی تمام کتابوں میں قرآنی آیات اور متبرک نام موجود ہوتے ہیں۔

اب آپ باورچی خانے کا جائزہ لیجیے۔

یہاں کسی کام کے لیے اخبار کا استعمال نہیں ہوتا مثلاً پراٹھے اور تلی ہوئی اشیاء رکھنے کے لیے۔ ہمارے باورچی خانے میں ایک اور چیز قابل توجہ ہے۔ یہ ایک بڑا لفافہ ہے، جس میں وہ تمام اخبارات کے ٹکڑے ڈالے جاتے ہیں جن میں دوکاندار مختلف چیزیں یا تنور والے روٹیاں ڈال کر دیتے ہیں۔ اور دیکھیے، کپڑوں کی الماریاں بھی اخبارات کے بے حرمتی کرنے سے بچی ہوئی ہیں اور ہمارے گھر کے شیشوں کو بھی اخبارات سے صاف نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ہم ہمسایوں کو اخبار ان کاموں کے لیے مانگنے پر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور کلام کا اکرام کیجیے تاکہ اگلے جہاں میں بھی آپ کا بھی اکرام کیا جائے۔

فطرت

اسداللہ خان

تقریب شروع ہو چکی تھی۔ تمام حضرات اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔ ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

اناؤنسر مائک پر آیا۔ کچھ تعارفی کلمات کہنے کے بعد اس نے ڈاکٹر ولیم اور ان کے پراجیکٹ کا بھرپور تعارف پیش کیا اور ساتھ ہی ڈاکٹر ولیم کو اپنی اس کاوش کا تفصیلی تعارف کروانے کے لیے اسٹیج پر آنے کی دعوت دی۔

ڈاکٹر ولیم مائک پر آئے اور کھنکھار کر گویا ہوئے:

''جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں پچھلے کئی برسوں سے ایک ایسے پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا جسے لوگوں نے ناممکن قرار دیا تھا لیکن آج میں اور میری ٹیم نے برسوں کی محنت کے بعد ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے۔ ہمارا مقصد ایک ایسی مشین بنانا تھا جو انسانوں کی طرح سوچ سکے، اپنے فیصلے خود لے سکے، ذہانت میں سب سے بڑھ کر ہو، دنیا کے تمام علوم اُس کی پوروں پر ہوں، ہر قسم کے ہنر سے آراستہ ہو، طاقت میں کئی انسانوں سے بڑھ کر ہو، غرض ہمارا مقصد سپر مین کے خیالی تصور کو مجسم شکل میں پیش کرنا تھا جس میں ہم پوری طرح کامیاب رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اسے انسانوں جیسی شباہت دینے کے لیے پلاسٹک سرجری کے ماہرین کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں، جنھوں نے حقیقتاً اپنے فن کا حق ادا کر دیا ہے......''

وہ ایک لمحے کے لیے رکے اور پھر گویا ہوئے:

''مصنوعی ذہانت کی حامل اس مشین کو انسانوں کی فطرت پر بنایا گیا ہے اور انسانوں میں سے بھی اسے عورت کی فطرت کو مدنظر رکھ کر تخلیق کیا گیا ہے۔ اسی نسبت سے اس کا نام جولی رکھا گیا ہے۔ جو بات اسے دیگر تمام مصنوعی ذہانت کی حامل مشینوں سے ممتاز و منفرد بناتی ہے، وہ اس میں جذبات و احساسات کا ہونا ہے، اس سے پہلے کسی مشین کو جذبات و احساسات نہیں دیے جا سکے لیکن ہم نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے۔ اب میں آپ کے اور جولی کے درمیان مزید رکاوٹ نہیں بننا چاہتا، لہٰذا جولی کو نمائش کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔''

یہ کہہ کر ڈاکٹر ولیم خاموش ہوئے اور انھوں نے اسٹیج کے ایک جانب بنے حصے کی طرف اشارہ کیا۔

پورے ہال میں ایسا سناٹا تھا کہ سوئی بھی گرے تو اس کی آواز سنائی دے۔ ہزاروں تماشائی سانس روکے اسٹیج کے اس کونے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

اچانک پردہ ہٹا اور ایک خاتون باوقار انداز میں چلتی ہوئی ڈاکٹر ولیم کے برابر آ کھڑی ہوئی۔ اسے دیکھ کر حاضرین ششدر رہ گئے۔

وہاں بیٹھا کوئی شخص اس خاتون کو روبوٹ ماننے کے لیے تیار نہ تھا۔ انھیں یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ خاتون انسان نہیں روبوٹ ہے! اس کی حرکات و سکنات، چہرے کے تاثرات اسے مکمل طور پر انسان ظاہر کر رہی تھیں۔

ماہرین فن نے اس روبوٹ کو اِس قدر مکمل اور نفاست سے بنایا تھا کہ اس کے جذبات و احساسات اور چہرے کے تاثرات کو اجاگر کرنے کے لیے بیسیوں قسم کے سینسرز لگے ہوئے تھے جو مخصوص کیفیت کے تحت خود کار طریقے سے چہرے کے زاویے اور رنگت بدل دیتے۔

اس روبوٹ کے پورے جسم میں سب سے عجیب چیز اس کی آنکھیں تھیں۔ بات کرتے کرتے اچانک اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہو جاتی۔ کبھی اس کی آنکھوں میں معصومیت جھلکنے لگتی تو کبھی ان میں تفکرات کی گہری پرچھائیاں تیرتی ہوئی نظر آتیں۔ وہ آنکھیں کسی انسان کی آنکھیں نظر آتی تھیں۔

نمائش کے پہلے مرحلے میں فلسفی حضرات کو موقع دیا گیا جنھوں نے جولی کے ساتھ مختلف موضوعات پر مباحثے کیے جس کا اس نے نہایت عمدگی سے جواب دیا۔ اس نے بالکل انسانوں کی طرح بعض موقعوں پر اُن کے خیالات پر تنقید کی، دلائل سے ان کا رد کیا اور بعض خیالات کو اس نے کھلے دل سے سراہا بھی۔ ایسا کرتے ہوئے وہ بالکل انسانوں کی طرح پرجوش نظر آئی۔

اگلا مرحلہ دانش ور حضرات کا تھا جنھوں نے دنیا کے مختلف سیاسی، سماجی اور معاشی موضوعات اسے کے سامنے رکھے۔ جولی ہر موضوع پر مختصر مگر جامع رائے پیش کرتی۔ وہ فصاحت و بلاغت سے مزین تھی۔ اسے لمبی اور مشکل بات مختصر اور آسان لفظوں میں کہنے کا ہنر آتا تھا۔

احسان کیا ہے؟

سورہ رحمان میں ہے: ''ھل جزاء الاحسان الا الاحسان'' (احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں پہلے احسان سے مراد ''لا الٰہ الا اللہ'' اور دوسرے احسان سے مراد جنت ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اور جو شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ آیت پڑھی اور پھر صحابہ کرام سے پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟''

انھوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں تمھارے رب نے یہ فرمایا ہے کہ ''جس شخص پر میں توحید کی صورت میں انعام کروں اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔''

اس حدیث میں اللہ عزوجل کے ساتھ کمالِ حضور، کمالِ محبت و معرفت اور کمالِ اخلاص کا معاملہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جس انسان کے دل میں اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور اس کی محبت و معرفت پیدا ہو جائے گی وہ جو عمل بھی کرے گا اچھے طریقے سے کرے گا۔ اس کی نماز اس کا روزہ، اس کی دعوت و تبلیغ، اس کا جہاد، اس کی تجارت و سیاست اور اخلاق و معاملات میں اس کی جھلک دکھائی دے گی، وہ کسی کا حق نہیں دبائے گا، دوسروں کا دل نہیں دکھائے گا، کمزوروں پر ستم نہیں ڈھائے گا بلکہ یوں بھی ہوگا کہ وہ دوسروں کو ان کے حق سے زائد دے گا، یہی چیز احسان کو عدل پر فوقیت دلاتی ہے۔ کیونکہ عدل یہ ہے کہ اپنا حق پورا پورا وصول کر لیا جائے اور دوسروں کا حق انہیں پورا پورا دے دیا جائے جبکہ احسان یہ ہے کہ اپنے حق سے کم وصول کیا جائے اور دوسروں کو ان کے حق سے زائد دیا جائے۔ عدل واجب ہے اور احسان مستحب ہے۔ قرآن کریم میں دونوں کا حکم دیا گیا ہے، سورہ نحل میں ہے: ''بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے!''

انتخاب: ام احمد

تیسرا مرحلہ آرٹسٹ حضرات کے ساتھ مختلف طرح کے سکیچز بنانے کا تھا جس میں آئل پینٹنگ، پکسل گرافکس، پنسل سکیچ اور 3D پینٹنگ بنانی تھیں۔

جولی نے دیے گئے مناظر کو ماہر آرٹسٹوں سے بھی کم وقت میں اس قدر صفائی سے بنایا کہ دیکھنے والے اپنی انگلیاں دانتوں تلے دبانے پر مجبور ہو گئے۔ وہ بلاشبہ ایک بہترین آرٹسٹ تھی۔

اگلا مرحلہ مارشل آرٹس کے ماہرین کے ساتھ تھا۔ جولی کو جدید مارشل آرٹس کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر تربیت دی گئی تھی۔ اس نے چند منٹوں میں مارشل آرٹس کے ماہرین کو چاروں شانے چت کر دیا۔ گو کہ اس نے انھیں ہلکی پھلکی ضربیں لگائی تھیں مگر اس کی ہلکی پھلکی ضربیں بھی ماہرین کے سامنے اس کی طاقت واضح کرنے کے لیے کافی تھیں۔

ڈاکٹر ولیم کے بیان کے مطابق انھوں نے اس کی حفاظت کے پیشِ نظر اس کے اندر ایک بہترین اسنائپر کی صلاحیتیں بھی رکھ دی تھیں اور اس کے دائیں بازوؤں میں ایک گن بھی فٹ کر دی تھی لیکن اسے ابھی ایکٹیویٹ نہیں کیا گیا تھا۔ اس حوالے سے ان کے کچھ تحفظات تھے۔

اگلے کئی روز تک جولی کو مختلف تقریبات میں مدعو کیا گیا جہاں اس کی اہل علم حضرات کے ساتھ پر مغز بحثیں ہوئیں۔ کئی مقامات پر اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرتے لیکن وہ انسانوں ہی کی طرح کمال خوبصورتی سے انھیں دبا لیتی اور چہرے پر اخلاق مسکراہٹ طاری کر لیتی۔ اگر کسی معاملے میں وہ کوئی بات غلط کر جاتی تو ایک اچھے انسان کی طرح فوراً سے پیشتر اپنی غلطی تسلیم کرتی اور اس پر معذرت کر لیتی۔

بلاشبہ ڈاکٹر ولیم نے اسے اخلاقی لحاظ سے بھی بہت مضبوط بنایا تھا۔ اسے انسانوں میں سے سب سے زیادہ بچے پسند آئے تھے۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت بچوں میں گزارتی۔ جب وہ بچوں کے ساتھ ہوتی تو اس کی آنکھوں میں معصومیت اتر آتی یوں لگتا جیسے وہ انھی میں سے ہی ایک ہے۔

جولی کو انسانوں کی شباہت پر پورا اترنے کے لیے اس میں کچھ ایسی عادتیں رکھ دی گئی تھیں جو انسان لاشعوری طور پر کرتا ہے، مثلاً جب وہ چلتے ہوئے اپنا دایاں کندھا جھٹکتی یا بات کرتے ہوئے اپنی ناک کو سہلاتی یا چہرے پر پھسل کر آئی ہوئی بالوں کی لٹ کو ہاتھ سے پیچھے کرتی تو اس پر حقیقتاً انسان ہونے کا گمان ہوتا۔

وہ جب عالمانہ گفتگو کرتی تو اس کے چہرے پر سنجیدگی کی ایک تہہ چڑھ جاتی لیکن جب وہ بچوں میں موجود ہوتی تو اس کے چہرے پر جوش کی کیفیت ہوتی۔ کبھی کبھار مگر بچوں کے ساتھ کھیلتے کھیلتے وہ کسی گہری سوچ میں گم ہو جاتی۔ اس وقت اس کے چہرے پر ایک شرمیلی مسکراہٹ دوڑنے لگتی۔

یہ سب کچھ معمول کے مطابق جاری تھا کہ اچانک جولی کے رویے میں تبدیلی آنا شروع ہو گئی۔ اب وہ لوگوں کے ساتھ مفکرانہ گفتگو سے کتراتی اور زیادہ تر وقت اداس رہنے لگی۔ اس

کی ہر وقت چمکنے والی آنکھوں میں ایک عجیب سی یاسیت جھلکنے لگی۔ کوئی بات تھی جو اسے پریشان کر رہی تھی لیکن شاید جسے وہ بتانا نہیں چاہتی تھی۔

آخر ایک تقریب میں لوگوں نے اس کی اداسی کے متعلق سوال پوچھ ہی لیا۔ پہلے پہل تو وہ خاموش رہی اور بات کو ٹال دیا لیکن جب لوگوں کا اصرار حد سے بڑھا تو اس کے لب ہلے:

''میری اداسی کی وجہ اور کچھ نہیں بلکہ ایک عجیب سی خواہش ہے جو شاید آپ میں سے کئی لوگوں کو مضحکہ خیز لگے؟ میں جانتی ہوں کہ ایسا ہونا ممکن نہیں لیکن پھر بھی میں چاہتی ہوں کہ کاش ایسا ہو سکے۔''

''کیسی خواہش کچھ ہمیں بھی تو پتا چلے؟''

لوگوں کی دبی دبی آوازیں ابھریں۔

انسان کی بنائی گئی مشین پہلی بار اپنے موجد سے کوئی خواہش کرنے جا رہی تھی۔ لوگ دم سادھے اس کی خواہش سننے کے لیے بے تاب تھے۔

اچانک اس کے لبوں سے پھسلا: ''میں مکمل ہونا چاہتی ہوں، ہم میرا مطلب میں ماں بننا چاہتی ہوں۔'' اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر معصومیت پھیل گئی تھی اور گال شرم سے گلابی ہو گئے تھے۔

ہال میں بیٹھے لوگ ایک مشین کی ایسی عجیب خواہش پر دم بخود رہ گئے تھے۔ اس کی معصومانہ خواہش کے آگے ٹیکنالوجی کی عظیم الشان عمارت زمین بوس ہو چکی تھی۔ ایک مشین کے اندر مامتا جیسا دنیا کا سب سے لطیف جذبہ رکھنے والے تخلیق کار اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے سے قاصر تھے۔ شاید یہی انسانوں کی آخری حد تھی، یہاں سے آگے قدرت کی حدود شروع ہوتی تھیں۔

☆☆☆

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ!

یہ رنگ کئی طرح کے ہیں، مثلاً رنگ برنگی کلیوں کی مانند ننھی پریاں، زوج سے تعریف سن کر چمکتا گلابی شہابی رنگ، زنانہ جھگڑوں کی بنا پر ہونے والی سر پھٹول سے مرد حضرات کے کپڑوں کا سرخ رنگ، بیوی کے طعنوں/شکووں/جھڑکیوں کی بدولت میاں کا زرد رنگ، تصویرِ کائنات میں پائے جانے والے ان رنگوں کی وجہ وجودِ زن ہی ہے۔ مجرد زندگی سیدھی سادی بلیک اینڈ وائٹ تصویر جیسی ہے۔

جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کے نکالے جانے کے بعد زمین پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سامانِ انس والفت اماں حوا علیہا السلام کی صورت بھیجا۔ سو عورت کی اہمیت، زندگی کے لیے محتاجِ بیان نہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ عورت پاؤں کی جوتی جیسی ہے۔ اس وقت عورت سے مراد ان کی بیوی ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے تو مگر زوجین کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے، سو جوتی پاؤں کا لباس ہوتی ہے تو دوسرے لفظوں میں بیوی کو جوتی قرار دینے سے قبل خود کو پاؤں ماننا ہوگا، لیکن اگر بیوی کو تاج مان لیں تو آپ سر کہلائیں گے کہ تاج سر ہی پر پہنایا رکھا جاتا ہے۔

ابوالحسن۔ سینٹرل جیل، کراچی

قید کی تکالیف میں سے (ہمارے نزدیک) سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز اپنے پیاروں سے دوری ہے۔ جن قیدیوں کے اہل خانہ ان کا ساتھ دیتے ہیں اور انھیں اپنی اہمیت کا احساس دلاتے ہیں انھیں عموماً خوش دیکھا گیا ہے اور جن قیدیوں کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ ہوا انھیں سنگین ذہنی مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ اہل خانہ اور رشتے داروں کا ساتھ، کسی کی اچھی ذہنی صحت کی واحد وجہ تو نہیں لیکن بہت اہم وجہ ضرور ہے۔ رشتوں کا کوئی بدل نہیں، یہ ساری زندگی انسان کا ساتھ دیتے ہیں، جبکہ دولت، عہدہ نہایت بے وفا چیز ہیں۔ جن کے لیے انسان رشتوں کو ضائع کرتا ہے اور بالآخر مال و عہدہ بھی ہمیشہ ساتھ نہیں دیتا۔

ایک قیدی جتنی تکلیف برداشت کرتا ہے، اس کی بیوی اس سے زیادہ نہیں تو اس کے برابر تکلیف ضرور برداشت کرتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں خاندانی اور گھریلو حالات قابل رشک نہیں، ایسے میں کوئی خاتون خاوند سے دور، اولاد اور سسرال والوں کے ساتھ گزارا کرے تو یہ معمولی بات نہیں۔ عدم برداشت کے اس زمانے میں بہت سی بیویاں شوہر ہی کو برداشت کرنے کو تیار نہیں، چہ جائیکہ شوہر کے قید ہونے کے بعد معاشرے کا سامنا کرنا، اولاد کی تربیت، اپنے اور اولاد کے اخراجات کی فکر، میاں سے جدائی کی تکلیف وغیرہ۔

ان صفحات میں فوت شدہ ازواج کو تو کئی بار خراجِ تحسین پیش کیا جاتا رہا ہے جو اپنی جگہ قابل تعریف ہے، لیکن ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ ان باہمت، باوفا اور عفت مآب بیگمات کا تذکرہ بھی کیا جائے جو اپنے خاوندوں سے جدائی اور تمام معاشرتی مسائل کا بہادری سے سامنا کرتی ہیں اور ان کی قلبی کیفیت وہ خود جانتی ہیں یا ان کا رب! مسلمان کے نیک کاموں کا اصل بدلہ اور جزا تو اللہ جل شانہ ہی عطا فرمائیں گے لیکن زندگی میں بھی خوشامد اور ناگوار مبالغے سے بچتے ہوئے حوصلہ افزائی اور سچی تعریف، انسان کی تکلیف اور پریشانی کو ختم نہ سہی، کم ضرور کر دیتی ہے۔

احساس بہت قیمتی جذبہ ہے جس کی خاطر انسان قربانی دیتا ہے، اگر وہ اس قربانی کا احساس رکھتا ہو تو یہ خیال انسان کو سرشار کر دیتا ہے۔ گھر احساس اور قربانیوں ہی سے بنتے ہیں، ایثار اور احساس دونوں بہت ضروری ہیں۔

پھولوں کی مختصر زندگانی کی مانند، زوجہ محترمہ کے ساتھ ہمارا آزادی کا وقت، بہت مختصر رہا (تقریباً ڈھائی سال) لیکن یہ وقت 'بقامت کہتر و بہ قیمت بہتر' کا مصداق، بہت خوش گوار اور یادگار رہا۔ اگرچہ یہ ساتھ الحمدللہ اب بھی برقرار اور مسلسل ترقی پذیر ہے لیکن ۲۰۱۴ء سے قید کی بدولت فراق کی کیفیت ہے۔ اللہ پاک نے موصوفہ کو بہت سے محاسن سے نوازا ہے جن میں صبر و شکر، میاں سے محبت، اس کی منشا کو پہچاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا قابل ذکر ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ تمام مسلمان زوجین کے مابین بھرپور الفت و مودت پیدا فرمائیں اور جو زوجین، کسی بھی وجہ سے دور ہیں، ان کو بعافیت آزادی جلد ملا دیں اور اپنی کامل اطاعت والی بابرکت طویل حیاۃ طیبہ عطا فرمائیں، آمین!

☆☆☆

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

☆ شمارہ ۱۰۷۰ کا سرورق بہت ہی خوب صورت تھا۔ مدیر چاچو کی کمال تحریر 'پلاٹ' سفر آخرت کے لیے تیار کرنے پر راغب کرتی نظر آئی۔ 'انتظار' بھی بالکل منفرد خیال پر بہترین کہانی تھی۔ اللہ ہم سب کو اپنی قبر میں روشنی کا انتظام کرنے کی توفیق دے، آمین۔ 'برسوں بعد' تحریر پڑھ کر ہم بھی ابھی اس خیال سے خوش ہیں کہ ہم اپنے پیارے رسالے کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ 'رونق محفل تھے' جو اللہ ان کو قبر میں کروٹ کروٹ سکون نصیب کرے۔ 'خواتین کی بزم' بمع جوابوں کے اچھی رہی۔ (خدیجۃ الکبریٰ۔ رسول پور)

ج: خیال تھا کہ اس بار کسی تبصرے کا کوئی جواب نہیں دیں گے، مگر آپ کی اس بات سے ہم پر کوئی نہ کوئی جواب دینے کا دباؤ آ گیا، اور پھر دیکھا تو یہی بات جواب بن گئی۔

☆ شمارہ ۱۰۶۴ میں سب سے پہلے 'خواتین کے دینی مسائل' پڑھے۔ 'محبت کی بنیاد' اچھی تحریر تھی۔ 'بکھرے رشتے' پڑھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ 'بزم خواتین' ہمیشہ کی طرح شاندار رہا۔ بزم پڑھ کر ہم ہر بار یہی سوچتے ہیں کہ ہم کب ان میں شامل ہوں گے۔ ہم نے بارہا لکھنے کا سوچا لیکن ہماری بہن نے کہا کہ ان کے قریب ردی کی ٹوکری بھی ہوتی ہے یہ وہیں جائے گا۔ لیکن ہم نے اس کی بات کا یقین نہیں کیا اور خط لکھ ڈالا۔ (بنت حوا۔ شجاع آباد)

ج: آپ کی بہن 'بنتِ آدم' نے پہلے ہی بدگمانی کر لی، سو اب یہ خط انھیں دکھا کر آپ ان کے دانت کھٹے کر دیجیے۔

☆ یہ میرا پہلا خط ہے آپ حیران ہوں گے یہ جان کر کہ میں 'خواتین کا اسلام' کی شمارہ اول سے خاموش قاریہ ہوں اور اس رسالے سے بے حد محبت کرتی ہوں۔ یوں سمجھیں کہ میرے جینے کی رونق ان کو پڑھنے سے ہے لیکن کبھی قلم نہیں اٹھایا۔ میرے ساتھ یہ ہوا کہ اچانک گر گئی اور ٹانگ کی ہڈی برے طریقے سے ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے پانچ ماہ سے بستر پر ہوں اور سارا دن رسالے پڑھتی رہتی ہوں جو پچھلے دس سالوں سے جلد کی صورت میں محفوظ ہیں۔ اب میں ان شاء اللہ لکھا بھی کروں گی۔ شمارہ ۱۰۷۱ میں سب سے پہلے قرآن پاک کی آیت جنت کی ترغیب پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت مبارکہ سے جنت کا داخلہ نصیب فرمائے، آمین۔ پھر الحدیث میں جہاد فی سبیل اللہ کی بابت پڑھا۔ بچپن سے یہی خواہش ہے کہ اللہ پاک شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ دعا میں مجاہدین کی سلامتی سب سے پہلے مانگتی ہوں اور غزہ کے حالات سن سن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ام محمد سلمان کی 'چنگاری' نے دل میں دبی چنگاری کو بھڑکا دیا اور میں اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکی۔ ام عبداللہ کی والدین کی خدمت واقعی تعریف کے قابل ہے۔ واقعی عملی میدان میں ہم بالکل زیرو ہیں گھر میں موجود جنت کی قدر نہ کر سکے۔ 'بے مہر محبوبہ' بہت اچھی لگی لیکن تھوڑا اور تفصیل سے ذکر ہوتا تو اور فائدہ ہوتا۔ بنت سطور کی 'زہریلے جملے' واقعی کمال کی تحریر ہے۔ سب سے آخر میں قانتہ رابعہ کی 'تم سے کیا کہیں جاناں' زبردست رہی۔ تینوں اقساط پڑھ کر دل اش اش کر اٹھا۔ بالکل آج کی منظر کشی کی ہے۔ کہانی کا اختتام دکھی کر گیا۔ یعنی دینداری کی حدود میں رہتے ہوئے بھی سسرال والوں کو ڈراموں سے حد درجہ محبت ہے اور ان سے ملنے کا ایسا اشتیاق۔ اللہ پاک ہماری اولادوں کو پاک دامنی والی زندگی نصیب فرمائے اور صالحین وصالحات کی محبت عطا فرمائے۔ آمین!

(بنت عبدالغفار۔ بہاول پور)

ج: اللہ جل شانہ آپ کو عافیت کے ساتھ مکمل صحت عطا فرمائے، آمین! آپ کا یہ پہلا خط شاید بعد میں شائع ہو رہا ہے، کیونکہ اس کے بعد لکھے گئے تبصرے پہلے شائع ہو گئے ہیں۔

☆ شمارہ ۱۰۷۷ معصوم سا پیارا سا لگا۔ الحمد للہ جب بھی کوئی دینی مسئلہ پیش آتا ہے، جلد ہی 'خواتین کے دینی مسائل' سے حل ہو جاتا ہے۔ اسے کتابی شکل میں جمع فرمائیں۔ 'کچھ سرسبز معصوم یادیں' دل اداس کر گئیں۔ بھابی جان نے یہ بات اگرچہ ہنستے ہوئے کہی ہوگی لیکن مجھے اس ہنسی میں دکھ کی آمیزش محسوس ہوئی تھی۔ آنکھیں نم ہو گئیں نجانے کیوں؟ اللہ سوہنا غیب کے خزانوں سے نوازے۔ 'یا فتاح یا جامع' کا ورد مجھے محترمہ باجی جان ریحانہ تبسم فاضلی صاحبہ نے بتایا تھا۔ الحمد للہ! اللہ سوہنے نے غیبی مدد فرمائی اور اپنے فضل ورحمت سے نواز دیا۔ مبارک سفر میں بھی قدم قدم پر مدد ونصرت فرمائی۔ میری امیدوں سے بڑھ کر عطا فرمایا۔ 'جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو' شاید دوبارہ شائع ہوئی ہے۔ 'مشرقی بیگم کی کہانی' مزاح سے بھرپور اچھی لگی۔ نمائش بھی خوب تھی۔ 'تعزیتی مکتوب' درد سے پڑھا، گویا میرے دل کا حال لکھ دیا پیاری بہنا نے۔ اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب اور سب کے غموں پر اپنی محبت کا مرہم رکھ دے، آمین۔ 'پگ ڈنڈی' میں بہت خوب صورت انداز میں اپنا دکھ اپنی تکلیف بیان فرمائی۔ اللہ سوہنا مکمل شفا عطا فرمائے۔

(ع،م۔ چنیوٹ)

ج: آمین ثم آمین۔ خواتین کے دینی مسائل بہت پہلے دو جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب تو مزید جلدوں پر کام ہو رہا ہے۔

☆ شمارہ ۱۰۶۷ کا سرورق بہت خوب صورت، دلنشین لگا اور وہاں جانے کے لیے دل مچلنے لگا۔ ایک آہ بھر کے صفحہ پلٹا۔ 'القرآن الحدیث' سے مستفید ہونے کے بعد 'خواتین کے دینی مسائل' پڑھے۔ 'میری اقصیٰ کو تاراج تم نے کیا!' بہت خوب، 'پرندے' ام محمد سلمان کی ہلکی پھلکی تحریر تھی۔ قانتہ رابعہ کی تحریر پڑھ کر ہم بھی رو دیے واقعی اللہ رب العزت بغیر تڑپ کے کوئی چیز نہیں دیتے۔ اے اللہ ہمیں بھی عقیلہ جیسی تڑپ دے دے۔ 'بانٹ لیجے' تحریر بنا سر پیر کے لگی۔ نہ تمہید نہ تفصیل، اگر تھوڑی اور تفصیل سے بتاتے تو اچھا لگتا۔ 'پکا خیر ہے' نظم بھی سر سے گزر گئی اور ہم نے گزرنے بھی دیا۔ (اہلیہ ہاشم۔ ناظم آباد، کراچی)

ج: کوئی بات نہیں، ہر تحریر لازم تو نہیں کہ ہر سر میں ٹک جائے، کچھ کو گزرنے بھی دینا چاہیے۔

☆ شمارہ ۱۰۷۴ 'کوئی رفیق نہیں کتاب سے بہتر' واقعی سو فیصد......! 'ہند بنت المہلب' کے حالات خوب رہے۔ 'محبوبِ حقیقی' تحریر نے آنکھیں کھول دیں کہ ہم سبھی کا یہی حال ہے۔ 'میں اپنے وعدے کو پورا کروں گا' ناول دل کو چیر دیتا ہے۔ بہت ہی دلسوز ناول ہے، غفلت سے جگاتا ہوا۔ 'محبت کی بنیاد' نے ہمیں بہت متاثر کیا بالکل انوکھے طرز کی کہانی ہے۔ بھائیوں میں پرخلوص محبت ہو تو ان کی بیویاں کچھ بھی نہیں کر سکتیں۔ 'بکھرے رشتے' دکھی تحریر نے صبر وشکر کا درس دیا۔ ساتھ میں بے حس لوگوں کو 'مکافاتِ عمل' سے ڈرایا بھی گیا۔ مزاحیہ تحریر 'مکر مردانہ' نے خوب ہنسایا اور ہم نے میاں جی کو بھی سنایا۔ اگرچہ اس کا اول حصہ ہمارے صنف سے بھی متعلق تھا۔ بھلا وہ کیسے چھپاتے ویسے محمد شاہد فاروق مزاح بہت ہی اچھا لکھتے ہیں۔ انھیں تو ہر ہفتے حاضری دینی چاہیے۔ 'بزم خواتین' میں ہمارے بغیر بھی خوب رونق تھی۔ اگر ہم ہوتے تو رونق کو چار چاند لگ جاتے۔ (ع،ز۔ ام رمیصاء۔ پشاور)

ج: چلیں آج لگ گئے...... چار چاند!

☆☆☆

برائے غزہ
پاک ایڈ ویلفیئر ٹرسٹ
PAK AID WELFARE TRUST
TOGETHER WE CAN MAKE A DIFFERENCE
رمضان
افطار
پروجیکٹ
کھجور
جوس
ایک افطاری پیکج
دہی
سینڈوچ
رمضان افطاری پیکج کے لیے ٹرسٹ کو عطیات دیجئے
5.$
یو ایس ڈالر
ٹرسٹ کو دیے جانے والے تمام عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں
ماہ مبارک میں اپنے لیے ثواب اور اپنے پیارے مرحومین کے لیے ایصال ثواب کا سامان کیجیے
A/C Title: Pak Aid Welfare Trust
A/C No.: 3048301900220720
Bank: FAYSAL BANK Swift code.: FAYSPKKA
IBAN: PK28FAYS3048301900220720
+92300-050 9840 | +92300-050 9833 | www.pakaid.org.pk